سوال

(12)ذاتی خرچے سے مسجد بنانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید نے اپنی گرہ سے مسجد کےلئے ایک پلاٹ گورنمنٹ سے خریدا۔ اپنی گرہ سے مسجد تعمیر کی۔ کسی سے ایک پسہ تک نہ لیا۔ خود اس کی دیکھ بھال کرتا رہا اور اس مسجد کا متولی بنا رہا مسجد کے اخراجات اپنی گرہ سے ادا کرتا رہا۔ زید کی وفات کے بعد اس کی اولاد دیکھ بھال کرتی رہی۔ اولاد نے بھی اس مسجد کےلئے کسی سے چندہ نہ لیا۔ بعض افراد نے اس مسجد کی ایک انجمن رجسٹرڈ کرالی۔ جس نے متولیان کی بے خبری میں مسجد پر قبضہ کرلیا۔ شریعت اس بارے میں کیا فیصلہ صادر فرماتی ہے انجمن کا یہ فعل درست ہے یا غلط ہے؟ نیز پلاٹ مسجد کےلئے خریدا گیا تھا وہ وقف نہیں ہے اور نہ ہی مسجد کو وقف کیا گیا ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

زید نے اپنی گرہ سے مسجد کےلئے ایک پلاٹ گورنمنٹ سے خریدا۔ اپنی گرہ سے مسجد تعمیر کی۔ کسی سے ایک پسہ تک نہ لیا۔ خود اس کی دیکھ بھال کرتا رہا اور اس مسجد کا متولی بنا رہا مسجد کے اخراجات اپنی گرہ سے ادا کرتا رہا۔ زید کی وفات کے بعد اس کی اولاد دیکھ بھال کرتی رہی۔ اولاد نے بھی اس مسجد کےلئے کسی سے چندہ نہ لیا۔ بعض افراد نے اس مسجد کی ایک انجمن رجسٹرڈ کرالی۔ جس نے متولیان کی بے خبری میں مسجد پر قبضہ کرلیا۔ شریعت اس بارے میں کیا فیصلہ صادر فرماتی ہے انجمن کا یہ فعل درست ہے یا غلط ہے؟ نیز پلاٹ مسجد کےلئے خریدا گیا تھا وہ وقف نہیں ہے اور نہ ہی مسجد کو وقف کیا گیا ہے۔

جواب۔ بہ نیت مسجد جو زمین خریدی گئی ہو اور بالفعل وہاں مسجد بھی تعمیر کردی گئی ہو۔ نیز مدت مدیدہ سے وہاں نمازیں بھی پڑھی جا رہی ہوں یہ سب احوال اور قرائن وشواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ قطعہ اراضی وقف ہے بالقول وقف کی صراحت نہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں اسے وقف ہی سمجھا جائے گا۔ بعض صحیح روایات میں وارد ہے۔ ہجرت کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نزول فرمایا تو آپ نے یہاں مسجد کی بنیاد کے عزم کا اظہار کیا۔ اس سلسلہ میں بنی النجار کو بلا بھیجا تاکہ مخصوص ٹکڑا مسجد تعمیر کرنے کی خاطر خریدا جاسکے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودا کرنا چاہا تو انہوں نے کہا: ''لانطلب ثمنہ الا الی اللہ''یعنی ہم تو اس کی قیمت کے صرف اللہ عزوجل سے متمنی ہیں۔ اسی بات کو وقف کے حکم میں سمجھ کر امام بخاری رحمة اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے۔ ''باب وقف الارض للمسجد''یعنی زمین کا مسجد کےلئے وقف کرنا۔ (1) (بخاری: 1/389) حتی کہ جو لوگ وقف العقاد کے قائل نہیں وہ بھی اس مسئلے میں متفق ہیں۔

اور جہاں تک تولیت کا تعلق ہے شریعت نے اس کو بھی قابل اعتبار سمجھا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ المرام باب الوقف)

لہذا متولی وقف شدہ شي کی اصلاح اور نگہبانی کا زمہ دار ہے چاہے وہ مسجد ہو یا کوئی اور چیز بلا وجہ اس کے اختیارات کو سلب یا معطل کر دینا درست بات نہیں ہاں اگر وہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کا مرتکب ہے تو بطریق احسن اس کا محاسبہ ضروری ہے۔ متولی سے صرف نظر کر کے علیحدہ انجمن قائم کر لینا پھر مسجد پر قبضہ مستحسن فعل قرار نہیں دیا جاسکتا ۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ ''الخلاف شر'' یعنی اختلاف بری شے ہے۔ (2) بلکہ جذبہ ء اخوت و مودت کے تحت مسجد کے معاملات کو چلانے کے لئے باہمی مل کر متفقہ انجمن (3) تشکیل دینی چاہیے۔

وَتَعاوَنوا عَلَى البِرِّ وَالتَّقوىٰ ... ٢ سورة المائدة

1۔ صحيح البخاري كتاب الوصايا باب وقف الارض للمسجد (٢٧٧٤)

2۔ صححہ اللبانی صحیح ابی دائود کتاب المناسک باب الصلاۃ بمعنی (1960)

3۔ تنظیم سازی کی یہ ''مغربی بدعت'' جب سے ہمارے اسلامی ملکوں میں آئی ہے اس نے ہر چیز کا ستیاناس کر دیا ہے۔ سیاسی پارٹیاں بھی اس بدعت کا نتیجہ ہیں جنھوں نے ملک کا بیڑا غرق کیا۔ مذہبی جماعتوں کے اندر بھی اسی نے دھڑے بندیوں کو فروغ کر دیا۔ اور مسجدوں مدرسوں اور دینی اداروں کے اندر بھی باہمی محاذ آرائی کا باعث بالعموم یہی تنظیم سازی کا رجحان ہے اس لئے اس ''بدعت'' سے جتنا بچا جاسکے بچنے کا اہتمام اور شخص واحد کے زریعے سے جب تک صحیح طریقے سے کام چل رہا ہو اس کو تبدیل کرنے سے گریز ہی کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت مفتی صاحب دام ظلہ نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ صلاح الدین یوسف)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص194

محدث فتویٰ